مولانا محمد علی جوہر

اوراق پارینہ

مسلمانوں کی تہمت تراشیاں

اوراق پارینہ کے تحت ہم وہ دستاویزی تحریریں شائع کر رہے ہیں جو مسلمانان غیر منقسم ہندوستان کی سیاست ملی سے گہرا تعلق رکھتی ہیں اور تاریخ پاکستان کا ایک جز ہیں۔ آئندہ بھی بعض اہم تحریریں شریک اشاعت کرنے کا ہم ارادہ رکھتے ہیں۔

سورۃ الحجرات ' میں مسلمانوں کو رسول اکرم صلعم کا ادب ملحوظ رکھنے اور اخوت اسلامیہ اور نظام ملت کے قائم رکھنے کے لیے اس قسم کی ہدایتیں فرمائی گئی ہیں کہ اگر مسلمانوں کے دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں ملاپ کرا دو۔ پھر ان میں سے ایک دوسرے پر چڑھا ہی چلا جائے تو تم سب اس چڑھے جانے والے سے یہاں تک لڑو کہ وہ اللہ کے حکم پر پھر آئے۔ سو اگر وہ پھر آئے تو ان میں برابر کا ملاپ کرا دو اور انصاف کرو۔ بے شک اللہ تعالےٰ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ مسلمان جو ہیں سو بھائی ہیں۔ تو اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کرا دو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ ایمان والو! ایسا نہ ہونا چاہیے کہ کچھ لوگ دوسرے لوگوں سے تمسخر کریں، اور ان کا مضحکہ اڑائیں۔ شاید وہ جن کا مضحکہ اڑایا جائے۔ ان لوگوں سے بہتر ہی ہوں گے جو اُن کا مضحکہ اڑاتے ہیں۔ نہ عورتیں دوسری عورتوں کے ساتھ اس قسم کا برتاؤ کریں شاید وہ دوسری عورتیں ان سے بہتر ہوں۔ اور ایک دوسرے پر الزام نہ لگاؤ۔ اور نہ چڑانے کے لیے ایک دوسرے لیئے لقب گھڑو۔ ایمان کے بعد فسوق خود ہی بُرا نام ہے اور جو کوئی توبہ نہ کرے تو وہی بے انصاف

ہیں۔ اے ایمان والو! بہت تہمتیں کرنے سے بچتے رہو۔ حقیقتاً بعض تہمت گناہ ہے اور کسی کا بھید نہ ٹٹولو۔ اور ایک دوسرے کو پیٹھ پیچھے برا نہ کہو۔ کیا تم میں سے کسی کو اچھا لگتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے اور اس سے تم کو گھن آتی ہے اور اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تو معاف کرنے والا مہربان ہے۔

اسی سورۃ میں مسلمانوں کو ہدایت فرمادی گئی ہے کہ یا ایھا الذین آمنوا ان جاء کم فاسق بنبأ فتبینوا ان تصیبوا قوماً بجہالۃ فتصبحوا علیٰ ما فعلتم نٰدمین (اے ایمان والو! اگر تمھارے پاس کوئی گنہگار خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لو۔ کہیں نادانی سے کسی قوم پر جا نہ پڑو پھر کل کو اپنے کیے پر لگو پچھتانے)۔ لیکن افسوس، جہاں ہم نے اسلامی اخلاق کو ترک کر دیا ہے، باوجودیکہ رسول اکرم صلعم نے فرمایا تھا کہ ایک شخص کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ جو کچھ سنا کرے اس کو اوروں کے سامنے دہرایا کرے۔ ہم ایک دوسرے پر سخت سے سخت بدگمانیاں کرتے رہتے ہیں اور ان کی سرگرمی کے ساتھ سارے جہان میں اشاعت کرتے رہتے ہیں۔ بدگمانیاں، تجسس اور غیبت ہمارا شعار ہو گیا ہے۔ "اصلاح ذات بین المسلمین" کی جگہ ہم مسلمانوں میں الٹی پھوٹ ڈلواتے رہتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ جب ہم صاف دیکھ بھی لیتے ہیں کہ ایک فریق دوسرے پر چڑھتا ہی چلا جاتا ہے تب بھی اتنی ہمت نہیں ہوتی کہ اس کو دبائیں، اور امر اللہ کی طرف اسے پھیر کر لائیں۔ بلکہ جب ہمارے جنگ جوؤں کو امن پسندی اور صلح جوئی کی سوجھتی ہے تو مظلوم ہی کو دبا کر اسے ظالم کے ساتھ ملاپ کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ آج مسلمانوں کے کتنے جھگڑے اس باعث نہیں ہیں کہ ہم نے اس اصول کو قطعی طور پر نظر انداز کر دیا ہے کہ وہ گنہگاری میں مبتلا ہے۔ ہمارے پاس کوئی خبر لائے تو اس پر یقین کرنے اور اس کی اشاعت کرنے سے پہلے ہم تفحص اور تحقیق تو کر لیا کریں۔ سورۃ النساء میں بھی غلط کاروں کی ایک اسی قسم کی غلطی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور ان کی اصلاح کے لیے ہدایت فرمائی گئی ہے: واذا جاءھم امر من الامن او الخوف اذاعوا بہ ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم ولولا فضل اللہ علیکم

ورحمتہ لا تبعتم الشیطٰن الا قلیلاً‌ہ (ان کے پاس کوئی خبر امن کی یا خوف کی پہنچتی ہے تو اس کو مشہور کر دیتے ہیں۔ اور اگر اس کو رسولؐ تک یا اپنے اولی الامر تک پہنچا دیتے تو ان میں سے جو تحقیق کرنے والے ہیں، اس کی تحقیق کرتے اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو البتہ تم سب کے سب سوائے تھوڑے سے لوگوں کے شیطان کے پیرو ہو جاتے)

آج ایک طرف تو رہزنوں پر اتنا اعتماد کیا جا رہا ہے کہ ان ہی کو رہنما مانا جاتا ہے اور باوجودیکہ

او خویشتن گم است کرا رہبری کند

جو لوگ گمراہ کن کے پیچھے پیچھے چل کر گم کردہ راہ ہو رہے ہیں اور دوسری طرف یہ بے اعتمادی ہے کہ بہتر سے رہنما پر بھی اعتماد نہیں۔ اور ہر شخص کو پیشوا اور مقتدا ہونے کا دعویٰ ہے۔ بھلا نظام ملت پھر کس طرح قائم رہ سکتا ہے۔ اس کے قائم رکھنے کے لیے غلط کاروں کی غلطی کو قرآن کریم نے کھول کر بیان کر دیا کہ جب کوئی خبر ان کے پاس آتی خواہ وہ امن کی ہو یا خوف پیدا کرنے والی، فوراً لیا اور اسے سارے جہان میں مشتہر کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو تفحص اور تحقیق کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے یا تو یوں ہی بلا تحقیق کیے ہوئے اسے باور کر لیتے ہیں یا تحقیق کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر اہلیت نہ رکھنے کے باعث ناکام رہتے ہیں۔ اور کانوں کے کچے ہونے کے باعث جھوٹی خبروں کا شکار ہوتے رہتے ہیں۔ ہر شخص یکساں خبروں کی تحقیق کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ یہ کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا مسلمانوں کے قائد، رہنما اور اولی الامر ہی بہتر طریقے پر کر سکتے تھے۔ آج رسول اکرم صلعم نہیں۔ لیکن اگر نظام ملت قائم رہا ہوتا تو اولی الامر صاف پہچان لیے جاتے اور لوگ ان کی طرف رجوع کرتے۔

آج بھی بعض افراد ایسے ہیں جن کو بھاڑے کا ٹٹو سمجھ کر ساری ملت کا بوجھ ڈالا جاتا ہے۔ کہیں کوئی خرابی ہو اولی تو ان سے شکایت کی جاتی ہے کہ کیوں واقع ہوئی۔ پھر اس کی اصلاح کا انھیں سے مطالبہ کیا جاتا ہے اور جس طرح ان کی امداد کی جاتی ہے اس کا اندازہ پرسوں کے فسانۂ غم دل سے کیا جاسکتا ہے۔ آج اگر کوئی اولی الامر میں داخل سمجھا جا سکتا ہے تو یہی لیڈر ہیں لیکن جن کے خلاف سب سے زیادہ

تہمتیں تراشی جاتی ہیں۔ جن کی سب سے زیادہ غیبت کی جاتی ہے۔ جن کے متعلق ہر بدگمانی جائز سمجھی جاتی ہے۔ بعض اوقات وہ بھی بھاڑے کے ٹٹو ہوتے ہیں جن کو بھاڑا تک نہیں دیا جاتا حالانکہ وہ جھوٹے رہنماؤں کی رہزنی کا بیّن ثبوت بھی پیش کردیں۔ تب بھی ان رہزنوں کے متعلق کچھ نہ کچھ خوش عقیدگی باقی ہی رہتی ہے۔ اور ان سے اجتناب نہیں کیا جاتا۔

میں قرآن کریم سے خبروں کے باور کرنے اور خبروں کی تحقیق کرنے کے متعلق دو اصولوں کی تشریح کرچکا ہوں۔ اب ایک تیسرے اصول کی تشریح کرتا ہوں۔ سورۃ النور پوری کی پوری ایک بدگمانی کے باعث نازل ہوئی اور اس زریں اصول کو مسلمانوں کو سمجھایا کہ جس طرح یہ غلط طریقہ کار ہے کہ ان لوگوں سے تحقیقات کرائے بغیر جو تحقیقات کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں، ایک خبر کو سنتے ہی مشہور کرنا شروع کردو۔ اسی طرح یہ بھی غلط طریقہ کار ہے کہ بعض لوگوں کے متعلق بعض قسم کی خبروں کا اس قابل بھی سمجھو کہ ان کی تحقیقات کرنے لگو۔ ان کو تو سنتے ہی غلط سمجھ لینا چاہیے۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا اپنا گرا ہوا ہار تلاش کرنے کے باعث قافلے سے چھوٹ جاتی ہیں۔ جو شخص اسی غرض سے قافلے کے پیچھے چھوڑا جاتا تھا کہ قافلے کا کوئی شخص یا اس کی کوئی چیز پیچھے چھوٹ جائے تو وہ اسے قافلے والوں تک پہنچا دے۔ وہ آپ کے ہمراہ چل کر آپ کو رسولِ اکرم صلعم کے قافلے میں پہنچا دیتا ہے۔ دشمنانِ اسلام اور منافقین بدگمانیاں کرنے لگتے ہیں اور بعض سچے مسلمان تک گمراہ ہو جاتے ہیں اور ان شیطانوں کی پیروی کرنے لگتے ہیں۔ اس کا اثر رسول اکرم صلعم کے قلب مبارک پر کیا ہوا ہوگا۔ ذرا سوچو اور غور کرو۔ اور پھر سوچو اور غور کرو کہ خود حضرت عائشہؓ کے نازک قلب پر اس کا کیا اثر ہوا ہوگا؟ تاریخ خود ان کی علالت اور حافظے پر اثر پڑ جانے کی شاہد ہے۔ مگر آپ خاموش تھیں۔ آخرکار اس چپ کی داد خود خداوند کریم نے دی اور سورۃ النور نازل ہوئی۔ پھر معلوم ہے کہ کیا ہوا۔ وہ شاعر دربار رسالت حضرت حسان ابن ثابت جنھوں نے افسوس کہ ان شیطانوں کی پیروی کی تھی۔ خود ان پر حد قذف قائم کی گئی اور ان کے اس طرح اسّی کوڑے لگائے کہ اس کے بعد وہ جہاد کے کام کے نہ رہے اور جنگِ احزاب میں

رسول اکرم صلعم کے خاندان کی خواتین نے ان سے زیادہ جرأت کا ثبوت دے کر قلعے کی حفاظت کی۔

میں پوچھتا ہوں کہ جو تہمت حضرت عائشہ رض پر تراشی گئی کیا وہ ایسی تھیں کہ مسلمان اس کی تحقیقات کرتے؟ کیا حضرت عائشہ رض کی سیرت جس کا اندازہ مسلمانوں کو ان کے خاندان۔ ان کی تعلیم و تربیت، ان کے رسول اکرم صلعم کے نکاح کے لیے انتخاب اور ان کی رسول اکرم کے ساتھ ہر وقت کی صحبت سے ہو سکتا تھا۔ کوئی شمع ہدایت مسلمانوں کے لیے پیش نہیں کر رہی تھی کہ ان کو اس الزام کی تحقیقات کرنے کی بھی ضرورت پیش آتی۔ اسی ایک دل خراش سانحے سے خداوند کریم نے مسلمانوں کو عبرت دلائی اور ان کو ایک اور اصول زندگی سکھایا۔

ولولا فضل اللّٰہ علیکم ورحمتہ ان اللّٰہ تواب حکیم ہ ان الذین جاء بالافک عصبۃ منکم لا تحسبوہ شرا لکم ط لولا اذ سمعتموہ ظن المومنون والمومنات بانفسھم خیرا وقالو ھذا افک مبین ہ لولا جاءو علیہ باربعۃ شھداء فاذ لم یاتو بالشھداء فاولئک عند اللّٰہ ھم الکاذبون ولولا فضل اللّٰہ علیکم ورحمتہ فی الدنیا والاخرۃ لمسکم فی افضتم فیہ عذاب عظیم۔ ان تلقونہ بالسنتکم وتقولون بافواھکم مالیس لکم بہ علم وتحسبونہ ھینا وھو عند اللّٰہ عظیم ہ یعظکم اللّٰہ ان تعودوا لمثلہ ابدا ان کنتم مومنین ۶۲ و یبین اللّٰہ لکم الایات واللّٰہ علیم حکیم ہ (اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تمہارے اوپر نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ معاف کرنے والا حکمتیں جاننے والا ہے، تو کیا کچھ نہ ہوتا۔ جو لوگ یہ طوفان لائے ہیں تم ہی میں ایک جماعت ہیں۔ تم اس کو اپنے حق میں بُرا نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ ان میں سے ہر آدمی کے لیے اتنا گناہ ہے جو اس نے کمایا اور جس نے اس کا بوجھ اٹھایا اس کے واسطے بڑا عذاب ہے۔ تم نے جب اس کو سنا تھا، کیوں نہ ایمان والوں اور ایمان والیوں نے اپنے لوگوں کے بارے میں اچھا خیال نہ کیا اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ تو صریح طوفان ہے؟ وہ اس بات پر کیوں نہ چار شاہد لائے؟ تو جب وہ شاہد نہ لائے تو وہی لوگ اللہ کے یہاں جھوٹے ہیں

اور اگر دنیا اور آخرت میں اللہ کا تم پر فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم پر یہ چرچا کرنے میں کوئی بڑی آفت پڑتی۔ جب تم اس کو اپنی زبانوں پر لانے لگے اور جس چیز کا تم کو علم نہ تھا اسے اپنے منہ سے نکالنے لگے اور تم نو اس کو کچھ ہلکی سی بات سمجھے مگر اللہ کے یہاں وہ بڑی بات ہے۔ اور جب تم نے اسے سنا تھا کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمارے لیے مناسب نہیں کہ ہم اس بات کو منہ پر لائیں۔ اللہ تو پاک ہے۔ یہ تو بڑا اتہام ہے اور اللہ تم کو سمجھاتا ہے کہ اگر تم مسلمان ہو تو پھر کبھی بھی ایسا کام نہ کرنا۔ اور اللہ تمھارے لیے پتے کی باتیں کھولتا ہے اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا ہے)۔

اپنے فضل و رحمت اور اپنی رافت کا پھر ذکر فرما کر خداوند کریم نے اس بارے میں مسلمانوں کو شیطان کی پیروی کرنے سے منع فرمایا۔ لیکن ہم ہیں کہ اسی کا اتباع اب تک کرتے چلے آئے ہیں مسلمانوں پر تہمتیں تراشتے ہیں اور دوسروں کی تراشی ہوئی تہمتوں کو بلا تحقیقات کیے ہوئے اور بلا سوچے سمجھے سارے عالم میں مشہور کرتے پھرتے ہیں۔ حالانکہ ہمیں مسلمانوں کے متعلق گمان نیک ہی کرنا چاہیے اور جن لوگوں کی سیرت سے ہم واقف ہیں ان کے متعلق ایسی تہمتوں کو سنتے ہی کہہ دینا چاہیے کہ بہت صریح طوفان ہے اور یہ بڑا اتہام ہے۔ مدراس کی کانگرس میں مالوی جی نے خدا خدا کر کے بالآخر ہندو مسلمانوں کے تنازعات کے متعلق ایک اچھی تقریر کی۔ جس کے بعد میں نے بھی تقریر کی، اور کہہ دیا کہ اگر آپ کا عمل بھی آپ کی تقریر کے موافق ہوگا تو مسلمانوں کی اقلیت کو آپ پر اعتماد ہو جائے گا، اور اگر پھر نائب وزیر ہند کہیں گے کہ وہ ہماری اقلیت کے حقوق کے محافظ اور حامی ہیں تو ہم کہہ دیں گے کہ نہیں ہمیں تم پر اعتماد نہیں ہے۔ ہمیں مالوی جی پر اعتماد ہے۔ جب وہ ایک لمبی چوڑی تقریر کر کے اس جگہ واپس تشریف لائے تھے جہاں میں اور شوکت صاحب بیٹھے تھے اور گرمی میں اتنی دیر تک تقریر کرنے کے باعث پسینہ پسینہ ہو رہے تھے اور خستہ اور چور معلوم ہوتے تھے تو میں نے بیٹھے ہی بیٹھے ان کا پاؤں پکڑ کر اور ہنس کر کہا کہ پنڈت جی آپ کھڑے کھڑے تھک گئے ہوں گے۔ آئیے میں آپ کے پاؤں دباؤں۔ اور شوکت صاحب نے جو مدراس کے جلسوں میں اپنے لحیم و شحیم جسم کو برابر پنکھا جھلتے رہے تھے پنڈت جی کو پنکھا جھلنا شروع کیا، لیکن انھوں نے ہم دونوں کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ میں ابھی اتنا خستہ اور کمزور نہیں ہوا ہوں۔ یہ

گفتگو اردو میں ہوئی جسے سرجیت سری نواس آئنگر صاحب مطلق نہیں جانتے۔ نہ معلوم انھوں نے کیا سمجھا اور مہاتما گاندھی سے انھوں نے یا کسی اور نے اس معمولی سے واقعہ کے متعلق کیا کہا۔ لیکن مہاتما جی نے تحریر فرمایا کہ مجھے سری نواس آئنگر سے بعد کو معلوم ہوا کہ محمد علی مالوی جی کے قدموں پر گر پڑا۔ یہ کوئی ایسی بات نہ تھی کہ میں اخبارات میں اس کی تردید کراتا۔ لیکن مالوی جی کو سجدہ کرنے کے متعلق میرے خلاف ایک پوسٹر شائع کیا گیا جس کے متعلق میں اب ایک حرف بھی لکھنا نہیں چاہتا۔

اب مسلمانوں کی ذہنیت ملاحظہ ہو کہ اس پوسٹر کو دیکھتے ہی سب نے باور کر لیا کہ میں نے مالوی جی کو سجدہ کیا اور کتنوں نے مجھ سے تردید کا مطالبہ کرنا شروع کیا۔ میں نے ایک آدھ بار اس کے متعلق عرض کر دیا کہ اگر کوئی شخص جو میری زندگی کے حالات اور میری سیرت سے ذرا بھی واقف ہے اسے باور کر سکتا ہے کہ میں نے مالوی جی کو سجدہ کیا ہوگا تو میری تردید کو وہ جھوٹا کب نہیں سمجھ سکتا۔ میں ایک ایسی تہمت کی تردید کو بھی اپنے لیے باعث توہین سمجھتا ہوں۔ اور تردید کرنے کے متعلق میں کئی بار عرض کر چکا ہوں کہ حکومت کو اور میرے اور دشمنوں کو ایسے ہزاروں آدمی میسر آسکتے ہیں جو روز میرے خلاف ایک تہمت تراشا کریں۔ اور اگر میں ان سب کی تردیدیں ہی شائع کرتا، ہاں تو پھر ساری زندگی اسی میں صرف ہو جائے گی۔ یوں بھی سینکڑوں بار میں اپنی تقریروں کی غلط رپورٹوں کی تردید کر چکا ہوں۔ لیکن جو تلخ تجربہ مجھے حاصل ہوا ہے وہ مجھے تردید کی زحمت اٹھانے سے اب ہمیشہ روکا کرتا ہے۔

میں نے مناسب سمجھا کہ ایک بار ہمدرد کے ذریعے سے ان تینوں اصولوں کی تشریح کر دوں جن کو قرآن کریم نے ہماری ہدایت کے لیے مذکورہ بالا آیات سے واضح فرمایا ہے۔ میں نے تو مالوی جی کو سجدہ کرنے کی تہمت کی تردید کو بھی اپنے لیے توہین سمجھ کر ایک حرف بھی اس سے زیادہ اس کے متعلق نہیں لکھا تھا۔ لیکن شوکت صاحب نے خلافت کے پرچے مورخہ ۱۷ جنوری میں اصل واقعہ پوری شرح و بسط کے ساتھ درج کر دیا ہے۔